التفسیر: مجلس تفسیر، کراچی جلد:۱۰، شمارہ:۲۸، جولائی۔دسمبر ۲۰۱۶ء

اتحادِ امت کی راہ میں حائل رکاوٹوں کے صدباب کے لیے چند تجاویز
(بحوالہ پاکستان)

محمد یونس خالد
(ریسرچ اسکالر شعبہ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی)

Abstract :

It is said that unity is strength, and united we stand divided we fall. No doubt, it is a fact that unity and consensus has a miraculous role in organiziation and development of a nation. There are so many moral stories behind these proverbs, which are common and known by everyone. In prespective of numerous verses of the Holy Quran and the ahadith of the Holy prophet (pbuh) relevant to this topic, the importance and significance of the unity of Muslim Ummah is quite clear. But when we take an overview of the unity of Muslim Ummah at present time, we observe that Muslim world is facing numerous serious issues and problems. Muslim world is scattered and dispersed geographically, politically and spiritually, while they have common ground to get together and to be united. And all the Muslims of the world can get together on this common ground of Ummah.

If we observe and analyze the plight and worst condition of the Muslim world, we come to know about some fundamental reasons which caused this current situation. This analytical study of Muslim world will give us understanding about the obstacles in the unity of Muslim Ummah. When we study the matter, we find two kinds of reasons e.g. internal reasons and external reasons.

Pakistani society is facing so many problems at present time, internally and externally as well, like law and order situation, sectarian hatred and prejudices,

terrorism, extremism, lack of energy resources, corruption, lack of good governance and conspiracy of hatred, creed prejudices and religious intolerance. This sectarian hatred, sectarian prejudices and religious intolerance is responsible of breaking society into many pieces.

In this article i have attempted to present an analyticlal study on Pakistani society, the root causes of the conflicts and disunity in it and of Muslim ummah at large. Moreover an attempt is made to present reasonable solutions of it.

Key Words : Muslim Ummah, Sectarian Hatred, Conflicts, Extremism, Prejudices

اتحادامت کا موضوع آج کے دور کے اہم موضوعات میں سے ایک ہے، جس کے حصول کی خاطر ہر ذی شعور مسلمان اپنی بساط کے مطابق جدوجہد کرنی چاہیے۔ یہ موضوع اپنے اندر ایک کشش رکھتا ہے لیکن تمام دلچسپی کے باوجود یہ وہ عنقا پرندہ ہے جس کے وجود کا فی الحال تصور ہی کیا جاسکتا ہے۔ اتحادامت سے مراد امت مسلمہ کا داخلی طور پر تمام سیاسی، سماجی، جغرافیائی، مسلکی اور رنگ ونسل کے تنوعات کے باوجود ایک ملی پلیٹ فارم پر باہم متحد اور یکجا ہونا ہے۔ کسی بھی سطح کے اختلاف کی صورت میں صبر وتحمل، بالغ نظری اور برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے امت مسلمہ کے اجتماعی مفاد کو فوقیت دینا ہے۔ یہ حقیقت اہل نظر سے مخفی نہیں کہ امت میں سیاسی اور علمی نکتہائے نظر کے اختلافات جو آج اپنے عروج کو پہنچ چکے ہیں۔

سیاسی اختلافات کا ظہور پہلی صدی سے ہی ہو گیا تھا جب کہ بعض علمی اختلافات خود عہد نبوی ﷺ میں بھی پیش آئے اور بعد میں بھی پیش آتے رہے۔ دونوں سطحوں کے یہ اختلافات آج بھی مسلم امہ میں موجود ہیں۔

بہرحال امت میں سیاسی اور علمی دونوں سطح کے اختلافات رہے ہیں، ان اختلافات کی صورت میں امت کے لئے ہدایت کی واحد سبیل صحابہ کرامؓ کا راستہ ہے۔ صحابہ کرامؓ میں باہمی عزت واحترام کا دور دورہ رہا۔ انہوں نے کبھی بھی ان اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے پر گمراہی کے الزامات نہیں لگائے۔ عصر حاضر میں امت مسلمہ ہر سطح کے اختلافات وتنازعات سے دوچار ہے۔ مضمون میں کوشش کی گئی ہے کہ امت کے مذہبی ومسلکی اختلافات کے متحارب دھڑوں کے رویوں کا جائزہ لیا جائے اور قرآن وحکمت کے تناظر میں اتحاد کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے،

ورساتھ ہی ان اختلافات وتنازعات سے نمٹنے کے لئے تجاویز پیش کی جائیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلم امہ اس وقت مختلف مکاتب فکر اور مختلف مسالک میں منقسم ہے، ہر مسلک دوسرے کو غلط قرار دیتا ہے اور ہر مکتب فکر دوسرے کی تذلیل کو اپنا مقصد حیات بنایا ہوا ہے۔ بات یہیں پر آ کر نہیں رکتی بلکہ دوسرے کو غلط قرار دینے کے بعد اس کی جان، مال اور عزت کو اپنے لیے حلال قرار دینے کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں انتشار وخلفشار، نفرت وعداوت اور دشمنی کی ایک کیفیت ہے جو عالم اسلام میں چارسو پھیلی ہوئی ہے اور ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔

تمام مکاتب فکر ایک ہی سرچشمہ (قرآن) کے مختلف مظاہر ہیں۔اس لیے ہوسکتا کہ تمام مسالک قرآن مجید کے زیرسایہ متفق ہوجائیں اور اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو مضبوطی سے تھام لیں اور اس کی روشنی میں ایک ایسا لائحہ عمل تیار کریں جس پر تمام امت کا اتفاق ہو، یقیناً ایسا خیال حقیقت پسندی اور نیک نیتی پر مبنی ہے۔

جب تمام مکاتب فکر کے سامنے اتحادامت کا مطالبہ رکھا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کو شجرامت کے عظیم تناور درخت کا حصہ تصور کریں اور دوسروں کو بھی اس عظیم درخت کا حصہ خیال کرنے پر آمادہ کریں۔یقیناً امت مسلمہ وہ شجرہ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین کی اتھاہ گہرائیوں میں اتری ہوئی ہیں اور شاخیں آسمان کی بلندیوں تک پھیلی ہوئی ہیں۔تناور اور گھنے درخت کی شاخیں بے شمار ہوتی ہیں اور تمام شاخوں سے مل کر پورا درخت وجود میں آتا ہے۔اسی طرح امت مسلمہ ہے جو ایک شجر طیبہ ہے۔شاخیں مختلف ہوتی ہیں تاہم ان تمام پر درخت کا اطلاق کیا جاتا ہے۔یہی مثال امت مسلمہ کے مختلف مسالک کی سمجھنی چاہیے۔

یہاں یہ سوال ذہن میں پیدا ہوسکتا ہے کہ جب اللہ ایک، رسول ایک، قرآن ایک اور دین ایک ہے تو بہت سارے مسالک ومکاتب فکر کے وجود میں آنے کا کیا جواز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کے یہ مختلف مسالک بعض نصوص کے ان تنوعات پر قائم ہیں۔اس لیے مسلمانوں کے مختلف مذاہب ومسالک کا وجود شرعی لچک اور تنوع کا مظہر ہے۔البتہ ان مذاہب ومسالک کی بنیاد پر باہمی عداوت، نفرت وانتشار اور لڑائی جھگڑے اختلاف کے اصول وآداب کی کھلی خلاف ورزی کا نتیجہ ہیں۔

خلاصہ اس بحث کا یہ نکلتا ہے کہ اتحادامت کا مطلب اسلام کی چوکھٹ پر سر رکھنے کے بعد فکری طور پر امت کے اجتماعی مفاد کو فوقیت دینے کی کوشش کی جائے۔مذاہب ومسالک کو فرقہ بنا کر اس کو ایسا خول نہ چڑھایا جائے جس کے اندر گھسنے کے بعد باہر جھانکنا نصیب نہ ہو اور حق کو اپنے اس خودساختہ خول تک محدود سمجھ کر اس سے باہر کے سب لوگوں کو گمراہ تصور کیا جائے۔اپنے آپ کو مسلک کی طرف منسوب کرنے کے بجائے حکم الٰہی کے مطابق دین اسلام کی طرف منسوب کیا جائے اس بات کی طرف اشارہ قرآن کریم نے یوں کیا ہے:

"ملة ابيكم ابراهيم هو سماكم المسلمين من قبل وفى هذا" [۱]

ترجمہ: ''تمہارے باپ ابراہیم کی ملت، جس نے تم کو مسلم کہہ کر پکارا ہے، اس سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی''۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے فرمایا کہ انہوں نے اس امت کو مسلم امہ کہا ہے، چنانچہ مسلم ہونا ایک صفاتی نام ہے جو مسلمین (مسلمانوں) کے ہر مسلک ومذہب کو اپنانا چاہیے۔اور اپنے آپ کو فرقوں یا مسالک کے ناموں (بریلوی، دیوبندی، شیعہ، اہل حدیث وغیرہ) کی طرف منسوب کرنے سے اجتناب کرنا ہے کیوں کہ قرآن کی رو سے ایسا کرنا شرک ہے اور اس سے امت میں انتشار بھی پیدا ہوتا ہے۔ اب ہمیں کرنا یہ چاہیے کہ امت کے اجتماعی مفاد کے لیے مسلکی اختلافات کو ایک طرف رکھ کر ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر کھڑے ہوں اور اپنے سے مختلف نکتہ نظر کا احترام کریں۔اگر اپنے مسلک کا نکتہ نظر یا اپنے نقطہءنظر کی دلیل بیان کرنا ہو تو علمی، تحقیقی اور اخلاقی اسلوب میں بات کی جائے۔اسی طرح دوسرے کو بھی اپنی دلیل اور اپنے موقف کو بیان کرنے کا پورا حق دیا جائے۔اس مرحلے میں اپنے دل ودماغ کے دریچوں کو

کھلا رکھنا چاہیے۔اپنی دلیل کو بیان کرتے ہوئے شستہ لب ولہجہ اورعزت واحترام والا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ناشائستہ لب ولہجہ، توہین وتضحیک اور دوسروں کی دل آزاری سے ہر ممکن اجتناب کرنا چاہیے۔ان اختلافات کی بنا پر نفرت وتعصب اور حسد ودشمنی یا مختلف فکر کے لوگوں کی جان ومال اورعزت وآبرو کے درپے ہونے سے ہر ممکن اجتناب کرنا چاہیے۔

اتحادامت کی ضرورت واہمیت:

افراد کے درمیان اتحادواتفاق وہ اہم عنصر ہے جس میں کامیابی کا راز مضمر ہے، باہمی اتحادواتفاق بلا استثناء ہر جگہ اپنے حاملین کوفائدہ پہنچاتا ہے۔دنیا میں عقل وشعور کا حامل شاید ہی کوئی فرد ہو جو اس کے مفید ہونے کا قائل نہ ہو۔یعنی یہ وہ عالمی سچائی ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔دین اسلام میں اتحادمحمود ہی نہیں بلکہ مطلوب بھی ہے، چونکہ دین کیا بنیادی سرچشمہ قرآن مجید ہے جس میں متعدد مقامات پر اتحادامت پر زور دیا گیا ہے۔قرآن کریم نے اتحادواتفاق اور باہمی الفت ومحبت کواللہ کی نعمت قرار دیتے ہوئے اس کے حصول پر زور دیا ہے،جس کا طریقہ یہ بتلایا کہ پوری امت مل کر قرآن کریم کو سینے سے لگائے اور مضبوطی سے اس پر عمل پیرا ہو،جس کے نتیجے میں عملی طور پر یکسانیت پیدا ہوگی اوراتحادویکجہتی کا مظہر ہوگی۔پھر ساتھ ہی اسی آیت میں افتراق سے بچنے کا حکم دیا اور بھائی بھائی بن کر رہنے کواپنا انعام ورحمت قرار دیا چنانچہ فرمایا''

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولاتفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا' ۲؎ ترجمہ''اللہ کی رسی (قرآن) کوسب مل کر مضبوطی سے تھام لواوراس کے خلاف نہ کرو،اور یاد کرو اللہ کی اس نعمت (قرآن کے نزول) کو،جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تب اللہ نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت ڈال دی اورتم اللہ کی اس نعمت (قرآن) کے طفیل آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

اس آیت میں اللہ کی رسی (قرآن) کومضبوطی سے تھامنے اور باہمی اختلاف وافتراق سے بچنے کاحکم دیا گیا ہے،اور ساتھ ہی اللہ نے مومنوں کو یاددہانی کرائی ہے کہ قرآن اللہ کینعت ہے اور فرمایا کہ اللہ کی اس نعمت کی قدردانی کرو۔یہاں اللہ کی رسی (قرآن) کومضبوطی سے تھامنے کاحکم دیا گیا ہے۔آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کی اور فرمایا:''**کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض** ۳؎ یعنی''اللہ کی کتاب (قرآن)ایک رسی کی مانند ہے جوآسمان سے زمین کی طرف لٹکائی گئی ہے۔

اللہ کی رسی (قرآن) کومضبوطی سے تھام لینے کا مطلب درحقیقت قرآن کریم پر غیر متزلزل ایمان لانے،اس کے ساتھ مضبوطی سے جڑے رہنے اوراس کے احکامات پر بے چون وچرا عمل پیرا ہونے سے استعارہ ہے۔اورحکم یہ دیا گیا کہ تمام امت مسلمہ مل کر اللہ کی رسی یعنی قرآن کریم کو مضبوطی سے تھام لیں کہ یہ رسی کسی کے ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔

قرآن کریم سے جڑے رہنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ اس پر پوری امت کا ایمان ہونے کی وجہ سے کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔یہی قرآن کریم ہے جو امت مسلمہ کو ہر میدان میں رہنمائی عطا کرتا ہے۔اور مسلمانوں کو سیاسی،سماجی،معاشی، معاشرتی وتمدنی اوراخلاقی تعلیمات عطا کرتا ہے۔قرآن کریم اللہ تعالی کی وہ آفاقی کتاب ہے جس سے جڑے رہنے کی وجہ سے

انسان میں آفاقیت آجاتی ہے اس کی فکرونظر میں وسعت پیدا ہوجاتی ہے۔اس کی ہر سوچ عالمی اور آفاقی ہوجاتی ہے چھوٹی چھوٹی چیزوں میں وہ اٹک کر نہیں رہ جاتا۔فکرونظر میں وسعت کے سبب وہ اعلیٰ ظرفی کا رویہ اپناتا ہے، وہ اپنے مخالفین اور دشمنوں سے بھی برتاؤ میں قرآن کی اس آیت کو پیش نظر رکھتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ولایجرمنکم شنان قوم علی ان لاتعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوی واتقوالله ان الله خبیر بما تعملون "۴۔

ترجمہ"اور نہ اکسائے تم کو کسی قوم کی دشمنی اس بات پر، کہ تم ان کے ساتھ ناانصافی کر بیٹھو۔انصاف کرو یہی تقویٰ سے قریب تر ہے۔ اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ ہر اس چیز سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو"۔

اس آیت میں دوست تو دوست، دشمنوں سے بھی زیادتی اور ناانصافی سے پرہیز کا حکم دیا گیا ہے۔بہرحال قرآن کریم کو مضبوطی سے سے تھامنے کا براہ راست فائدہ یہ ہوگا کہ یہ امت کے لیے ایک متحدہ پلیٹ فارم فراہم کرے گا، جس سے امت میں یکسانیت پیدا ہوگی جو اتحاد کے لئے ناگزیر ہے۔دوسرا یہ کہ اس کی تعلیمات میں وہ تاثیر ہے جس سے اتحاد واتفاق اور امن ومحبت کو خوب فروغ مل سکتا ہے۔اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے جس سے لوگوں کے دلوں کی دشمنی دور ہوجاتی ہے اور جانی دشمن آپس میں شیروشکر ہوجاتے ہیں۔چنانچہ مذکورہ بالا آیت میں مدینہ منورہ کے دو قبیلوں اوس وخزرج کی دشمنی اور پھر اللہ کے حکم سے ان میں محبت وبھائی چارہ کے قیام کی طرف اشارہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوجاتا ہے تو باہمی اختلافات اور عداوتیں ختم ہوجاتی ہیں اور لوگوں میں امن وسکون اور بھائی چارہ قائم ہوجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے اس فضل ومہربانی کا ذکر ایک دوسری آیت میں یوں بیان ہوا ہے۔:

والف بین قلوبهم لوانفقت مافی الارض جمیعاماالفت بین قلوبهم ولکن الله الف بینهم انه عزیز حکیم ۵۔

ترجمہ: "اور اللہ ہی نے ان کے قلوب میں باہمی الفت ڈال دی، اگر آپ (اے پیغمبر) دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی ان کے قلوب میں باہمی الفت پیدا نہ کرسکتے تھے، لیکن اللہ نے ان میں باہمی محبت ڈال دی، بے شک وہ زبردست حکمت والا ہے"۔

قرآن کریم کی ایک اور آیت میں اللہ رب العالمین نے امت اسلامیہ کے افراد کو بھائی بھائی قرار دیا اور دو مسلمان بھائیوں کے مابین کسی رنجش کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ناخوش گوار صورت حال کی صورت میں، ان میں صلح کرانے کی کوشش کرنے کا حکم دیتے ہوئے سورۃ الحجرات میں فرمایا:

انما المومنون اخو ۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا الله لعلکم ترحمون ۶۔

ترجمہ: "تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں سو تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

اس آیت میں اخوت اسلامی، اتحاد امت اور بھائی چارے کا حکم دیا گیا ہے اور اگر کہیں دو مسلمانوں کے درمیان کسی وجہ سے ناچاقی یا نااتفاقی پیدا ہو بھی جائے تو ان میں صلح صفائی کرا کے بھائی چارہ قائم کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے اور ساتھ فرمایا کہ شاید

یہی اسلامی اخوت تم پر اللہ کی رحمت اور فضل کا باعث بن جائے۔اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ کی نظر میں مومنین کے باہمی اتفاق واتحاد اور بھائی چارے کی کتنی اہمیت ہے۔اس آیت میں دو بھائیوں میں صلح کی تلقین کی گئی ہے، اگر اس کا اطلاق عصر حاضر میں میں کسی دو متحارب مسلمان ملکوں یا متحارب قوموں پر کیا جائے تو مسلم امہ کا کردار واضح ہو کر سامنے آتا ہے کہ ایسے مواقع پر امت مسلمہ کا کیا کردار ہونا چاہیے۔کیا لڑنے والے اور ایک دوسرے کی کردار کشی کرنے والے مسلمان ملکوں اور قوموں کے بیچ پڑ کر ان میں صلح صفائی کرانی چاہیے اور تماشا بین کا کردار ادا نہین کرنا چاہیے۔

آج عالم اسلام کی صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عالم اسلام میں ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے، افراتفری مچی ہوئی ہے، انتشار و افتراق ہے، باہمی نفرت و تعصب ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو نعرۂ تکبیر کہہ کر قتل کر رہا ہے۔ ایک مسلمان ملک دوسرے مسلمان ملک کے خلاف کفار سے معاہدے کر رہا ہے اور ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہے، اور مسلم امہ خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔اس صورت حال کو دیکھ کر دشمن عناصر شادیانے بجا رہے ہیں کیونکہ ان کو براہ راست پنجہ آزمائی کی ضرورت ہی نہیں پڑ رہی، بلکہ مسلمانوں کی باہمی لڑائی اور بے اتفاقی سے ان کا مقصد بھی حاصل ہو رہا ہے۔

سیرت طیبہ میں بھی مسلمانوں کی باہمی وحدت کو بہت اہمیت دی گئی ہے ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے امت مسلمہ کو جسد واحد قرار دیتے ہوئے فرمایا:

مثل المومنين فى توادهم وتراحمهم وتعاطفهم كمثل الجسد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى ٧۔

ترجمہ: ''مومنین آپس کی محبت، رحمت اور مہربانی میں ایک جسم کی مانند ہیں جب اس کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم مضطرب ہو جاتا ہے''۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

ان المومن للمومن كالبنيان المرصوص يشد بعضه بعضا وشبك اصابعه ٨۔

ترجمہ: ایک مومن دوسرے مومن کے لئے کسی مضبوط عمارت کے مختلف حصوں کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط بناتا ہے، یہ کہہ کر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کر باہم مربوط کیا۔

باہمی منافرت سے اجتناب کا حکم:

قرآ مجید میں مسلمانوں کو باہمی اختلاف وافتراق، نزاع وجدال، تفرق وتشتت اور بے جا ضد وتعصب سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔چنانچہ قرآن کریم میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ ہی نزاع وجدال سے بچنے کا حکم ان الفاظ میں دیا گیا ہے:

واطيعوا الله ورسوله ولاتنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا ان الله مع الصابرين ٩۔

ترجمہ: اور اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی، آپس میں جھگڑا مت کرو، ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری آبرو جاتی رہے

گی،استقامت اختیار کرو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اسی طرح کا حکم دیتے ہوئے سورۃ آل عمران میں ارشاد فرمایا:

ولاتکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ماجاء هم البینت واولئک لهم عذاب عظیم ۱۰

ترجمہ ’’اور تم ان لوگوں کی طرح مت بنا جنہوں نے واضح نشانیوں کے بعد بھی آپس میں اختلاف کیا اور فرقوں میں بٹ گئے،اور ان لوگوں کے لئے تو بڑا عذاب ہے‘‘۔

بلکہ ایک اور آیت میں فرمایا:

" الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا لست منهم فی شیء انما امرهم الی الله ثم ینبئهم بما کانوا یفعلون "۱۱

ترجمہ: اے پیغمبر! جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں ان سے تمہارا کوئی تعلق نہیں،ان کا معاملہ تو اللہ کے حوالے ہے پھر وہ انہیں بتلائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں۔

سیرتِ طیبہ میں بھی افتراق کی مذمت اور اس سے بچنے کی تاکید ملتی ہے،چنانچہ سنن ابی داؤد کی ایک روایت ہے کہ

من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه ۱۲

ترجمہ: جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے ایک بالشت دور ہوا وہ ایسا ہے گویا اس نے اسلام کا کڑا اپنے گلے سے اتار دیا۔

قرآن وسنت میں بے شمار مقامات پر مختلف مثالوں کے ذریعے سے سمجھایا گیا ہے کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ان کو اتحاد واتفاق سے بھائی بھائی بن کر رہنا چاہئے۔چھوٹے چھوٹے اختلافات کی بنا پر نفرت وتعصب اور لڑائیوں کا سلسلہ شروع کر کے اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنا کوئی عقل مندی نہیں۔جس کا انجام مسلم امہ اور مسلم دنیا کی کمزوری پر منتج ہو،بہرحال اس موضوع پر قرآن وسنت میں وسیع مواد موجود ہے۔

اتحاد امت اور حائل رکاوٹیں:

عصر حاضر میں اتحاد امت کا مفہوم یہ ہے کہ تمام مومنین اپنی اپنی ریسرچ وتحقیق پر عمل پیرا ہوتے ہوئے امت کے اجتماعی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔جس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کو اپنی تحقیق پر عمل پیرا ہونے کا موقع دیں۔اگر کوئی علمی اختلاف واقع ہو تو اس کو ضد وعناد اور انا کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ ذہنی سطح کو اونچا رکھتے ہوئے دوسرے کو اپنی تحقیق پر عمل کرنے دیں۔ان کو دین سے خارج،گمراہ اور فاسق تصور نہ کریں۔بلکہ وسعت قلبی کا ثبوت دیتے ہوئے امت مسلمہ کو درپیش عصر حاضر کے بڑے چیلنجز سے نمٹنے کی سعی کریں اور اتحاد واخوت کا مظاہرہ کریں۔یقیناً یہی ہم سے مطالبہ ہے اور اسی کی اہمیت قرآن وسنت میں بیان ہوئی ہے۔

عصر حاضر اور مسلم امہ:

عصر حاضر میں امت مسلمہ کا جائزہ لیا جائے تو بالکل واضح ہے کہ مسلم امہ میں اس وقت اتحاد واتفاق کا شدید فقدان پایا جاتا ہے۔جبکہ دنیا کی دیگر قومیں باہمی اتحاد کے لئے کوشاں ہی نہیں بلکہ مختلف یونینز اور بلاک

گامزن ہیں جب کہ مسلم امہ باہمی کشمکش، اختلاف وافتراق اور اتحاد واتفاق کے فقدان کے باعث روبزوال اور انحطاط وتنزل کا شکار ہے۔ ذیل میں مسلم امہ میں اتحاد کے فقدان کے چند اسباب کا ذکر کیا جارہا ہے ان اسباب کو دو بنیادی اقسام یعنی داخلی اسباب اور خارجی اسباب میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ا۔ داخلی اسباب

داخلی اسباب وہ ہیں جو خود مسلم امہ کے اندر موجود ہیں اور ان کے باہمی اتحاد کے سامنے رکاوٹ ہیں، جب تک ان اسباب کی نشاندہی کر کے ان کا تجزیہ نہ کیا جائے اور ان کی روک تھام نہ کی جائے تو امت داخلی کمزوریوں کا شکار رہے گی اور خارجی محاذ پر بھی اپنا دفاع کرنے سے قاصر رہے گی۔

الف: خودشناسی کا فقدان

عالم اسلام کے نمائندہ ادارے او آئی سی میں اس وقت تقریباً ۵۷ ممالک شامل ہیں، اور مسلم امہ کے افراد دنیا کے چپے چپے میں موجود ہیں، ایک حالیہ سروے رپورٹ کے مطابق دنیا میں ۲۶ء۲۸ فیصد مسلمانوں کی آبادی ہے جس کا مطلب دنیا میں تقریباً ہر تیسرا یا چوتھا آدمی مسلمان ہے۔ مسلم امہ کے یہ باصلاحیت افراد اپنی دینی ضروریات کی انجام دہی کے علاوہ دنیا کی خوشحالی اور ترقی میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں جو مسلمانوں کے افرادی وسائل ہیں۔ مسلم دنیا میں جو افرادی صلاحیت موجود ہے وہ کسی بھی قوم سے کم نہیں۔ یورپ جس دور کو اپنی نسبت سے تاریک دور کے نام سے یاد کرتا ہے وہ مسلمانوں کا روشن ترین دور تھا اس دور میں مسلمان سائنسدانوں نے کئی سائنسی ایجادات کی تھیں۔ اس کے علاوہ اللہ رب العزت نے مسلم دنیا کو جو رقبہ عطا کیا ہے وہ آب وہوا، قدرتی ماحول، قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے علاوہ دنیا کے عین وسط میں واقع ہونے کی وجہ سے پوری دنیا کی معیشت اپنی سرگرمیوں کے لیے عالم اسلام کی محتاج ہے۔ صرف سوئز کینال کو بند کر دیا جائے تو دنیا کی معیشت کو بے پناہ نقصان ہوسکتا ہے۔ اس طرح دنیا کے معدنی وسائل کا پچھتر فیصد حصہ عالم اسلام کے پاس ہے۔ مسلم دنیا کی آب وہوا اتنی معتدل ہے کہ جس میں بغیر کسی رکاوٹ کے سارا سال تجارتی سرگرمیاں سرانجام دی جاسکتی ہیں۔ اس وقت دنیا مسلمانوں کی بحری اور بری وسائل سے بھرپور استفادہ کر رہی ہے۔ ان تمام وسائل سے مالا مال مسلم دنیا کو اپنی طاقت کی مکمل پہچان نہ ہونے کی وجہ سے باہمی اتحاد کی کوشش کی بجائے مغرب کی طرف دیکھنا عدم اتحاد کا پہلا سبب ہے۔

ب: اسلامی تعلمات سے دوری

اسلام نے مسلمانوں کو ''**انما المومنون اخوة**''[۱۳] ترجمہ'' تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں''۔ اور ''**واعتصموا بحبل الله جميعا و لاتفرقوا**''[۱۴] ترجمہ: ''اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، اور آپس میں ٹکڑے ٹکڑے مت ہو'' کا حکم دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک تمثیل کے ذریعے سمجھایا اور ارشاد فرمایا:

''**المومن للمومن كالبنيان المرصوص يشد بعضه بعضا**''[۱۵] ایک مومن دوسرے مومن کے لئے مضبوط عمارت کے حصوں کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط بناتا ہے۔

اور دوسری حدیث میں فرمایا:

"المومنون فی توادهم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد اذا اشتکی منه عضو تداعی له سائر الجسد بالسهر والحمی"۱٦ ۔

"مسلمان آپس کی محبت، رحمت اور مہربانی میں ایک جسم کی مانند ہیں جب اس کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بخار اور بے خوابی کا شکار ہو جاتا ہے"

اس کے علاوہ قرآن وسنت میں مسلمانوں کو متحد رکھنے اور ان میں اجتماعیت کو فروغ دینے کے لئے کئی اقدامات کئے گئے ۔مثلاً نمازوں کے لیے پانچ وقت محلے کی مسجد میں جانا ضروری قرار دیا گیا، جمعے کے بڑے اجتماع میں شرکت کرنے اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے شہر کی بڑی مسجد میں جانے کا حکم دیا گیا، اور عید کے دن تمام شہر کو باہر نکل کر عید گاہ میں جمع ہو کر نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اس کے علاوہ عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کے عالمی اجتماع میں شریک ہو کر حج ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ حالانکہ عبادات کے لیے یکسوئی زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ لیکن ان عظیم الشان عبادات میں اجتماعیت کو اختیار کرنے سے یہ حکمت سمجھ آتی ہے کہ اسلام میں اجتماعیت اور اتفاق کی بڑی اہمیت ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے عبادات کی روح کو بھلا دیا اور ان تعلیمات میں بیان کردہ اتحاد واتفاق کے معیار کو بھی فراموش کر دیا جس کے نتیجے میں پورا عالم اسلام مغربی معیار اور طرز حیات کے مطابق قومیت، وطنیت، رنگ ونسل، جغرافیہ اور لسانی ٹکڑیوں میں تقسیم ہو کر رہ گیا اور دشمن طاقتوں کے لئے تر نوالہ بنتا چلا گیا، جس کو ہضم کرنے کے لئے دشمن طاقتیں تیار بیٹھی ہیں۔

ج: خلافت سے محرومی:

خلافت عالم اسلام کی وہ اساس تھی جس سے دشمن طاقتیں ہر وقت خوف زدہ رہتی تھی، اور اسلام میں اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی تدفین سے قبل ہی مسلمانوں نے اپنا خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو چن لیا تھا اور اسی خلافت کے ادارے نے مسلمانوں کو باہم متحد اور یکجا رکھ کر عالم اسلام کو وسعت دی اور اسلام کو چار دانگ عالم میں متعارف کرایا۔ جب تک خلافت نے کام کیا عالم اسلام پر ہزاروں مصائب اور امتحانات کے باوجود عالم اسلام کو سرخروئی ملی۔ عالم اسلام پر تاتاری فتنے نے یلغار کی، صلیبی جنگوں نے تباہی مچائی اور دوسرے مصائب کا سامنا رہا۔

خلافت چاہے جتنی کمزور ہی کیوں نہ ہو لیکن وہ مسلم امہ کی امیدوں کا محور ہوتی ہے کیونکہ وہ عالم اسلام کا ایک متحدہ پلیٹ فارم ہوتا ہے جسے ہر مسلم اپنا سمجھتا ہے۔ اسی راز کو دشمن طاقتوں نے بھانپ لیا تھا کہ عالم اسلام کی طاقت کا مرکز ہی خلافت ہے چنانچہ مسلمین کی آخری خلافت، خلافت عثمانیہ تھی۔ اس کو دنیا سے ختم کرنے کے لیے سامراجی طاقتوں نے اپنی سازشوں کے جال پھیلا دیئے تھے۔ ایک طرف انہوں نے خلافت کو کمزور کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا اور دوسری طرف عالم اسلام میں اس کے خلاف پروپیگنڈے کر کے مسلمین ہی میں بغاوت اور بیزاری کا عنصر پیدا کیا۔ ان سازشوں کے نتیجے میں بالآخر خلافت کو دنیا سے ختم کیا گیا اور مسلمین کی اجتماعی طاقت کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں اسلامی ممالک کے نام سے بانٹ دیا اور ہر چھوٹے یا بڑے اسلامی

ملک کو اپنے ہی مسائل میں الجھا دیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ مسلمانوں میں اختلافی مسائل کو بنیاد بنا کر فرقے بنانے اور پھر ان فرقوں میں رقابت پیدا کر کے ان کو آپس میں لڑانے کی پالیسی اپنائی گئی جس کی وجہ سے آج مسلم معاشرے سے عموماً اور پاکستانی معاشرے سے خصوصاً اتحاد و اتفاق کی فضا ختم ہو گئی ہے۔ اس وقت بد قسمتی سے مسلمین انہی چیزوں کی بنا پر بے اتفاقی کا شکار ہیں۔

د: نسلی اور وطنی عصبیت

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ اسلام میں اتحاد کا سرچشمہ قرآن مجید کے سوا کوئی اور نہیں، کیوں کہ تمام چیزیں بشمول رنگ، نسل، وطن، قوم، برادری اور علاقہ سب غیر اختیاری ہیں جو کسی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں۔ اور یہ چیزیں نہایت محدود نوعیت کی ہیں اور دنیا میں لاتعداد ہیں اگر ان چیزوں کو اتحاد کا معیار قرار دیا جائے تو انسانیت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ کر رہ جائے گی، یہ معیارات نہ آفاقی ہیں اور نہ دائمی۔ لیکن بد قسمتی سے عالم اسلام اپنے نکتہ اتحاد کو چھوڑ کر مغرب کی نقالی میں ان معیارات کو اپنا چکا ہے۔ اولاً خلافت کے خاتمے پر عالم اسلام کم از کم ستاون ٹکڑوں میں قومیت اور علاقائیت کی بنیاد پر تقسیم ہوا اور عالم اسلام وطنی تعصّبات کا شکار ہوا پھر ہر ملک میں ایک سے زیادہ نسل اور ذات کے لوگ آباد ہونے کی وجہ سے ایک ہی ملک میں نسلی تعصّبات شروع ہوئے۔ پاکستان ہی کی مثال لیجئے یہاں سندھی، پٹھان، پنجابی اور بلوچ اور پھر ان کی ذیلی نسلیں آباد ہیں۔ ان مختلف نسلوں کی باہمی لڑائیوں نے عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان کو سخت نقصان پہنچایا۔ بد قسمتی سے ان میں اب ہمارے بڑے بڑے مفتیان کرام بھی گھر چکے ہیں۔ اللہ ہمیں لسانیت کی لعنت سے محفوظ فرمائے۔

ہ: مسلکی و مذہبی تعصّبات:

یہ عالم اسلام کا ایک نہایت تاریک پہلو ہے کہ سیاسی، مسلکی، مذہبی اور لسانی بنیادوں پر اختلافات نے عالم اسلام کو کئی ٹکڑوں میں بانٹ کر رکھ دیا ہے۔ عصر حاضر میں مسلمان معاشروں کا جائزہ لیا جائے یہی مسلکی و مذہبی تعصّبات ہیں جن کی وجہ سے باہمی نفرتیں، عداوتیں اور دشمنیاں بڑھ رہی ہیں۔ ایک گروہ دوسرے گروہ کے خلاف اتنا آگے جانے کو تیار ہو جاتا ہے کہ غیر مسلم طاقتوں سے مخالف گروہ کے لوگوں کے خلاف معاہدات کئے جا رہے ہیں۔ ماضی میں بھی مخالف مسلک کے خلاف دشمنوں سے اس طرح کے معاہدات کئے جاتے رہے ہیں۔ بلکہ بغور جائزہ لیا جائے تو ایسا لگتا ہے کہ اتحاد و اتفاق کے آگے دیگر رکاوٹوں کے مقابلہ میں مسلکی تعصب سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

اسلامی تاریخ کے اوراق میں فرقوں کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو فرقے وجود میں آئے، پھر ہر ایک فرقے کے متعدد ذیلی فرقے وجود میں آتے رہے۔ جن میں سے بعض کا وجود ختم ہو گیا اور بعض اب تک موجود ہیں۔ اس کے بعد ابھی کئی ذیلی فرقے وجود میں آئے جن میں سے بعض شد و مد کے ساتھ اب بھی باقی ہیں اور مسلکی و مذہبی تعصب کو ہوا دینے میں مصروف ہیں۔ ان میں سے ہر فرقے کی اپنی سوچ، اپنی فکر، اپنا فلسفہ اور اپنی مخصوص تعبیرات ہیں۔ جن پر بغیر کسی لچک کے وہ سختی سے کاربند رہنا چاہتا ہے، ہر فرقہ اپنے مزعومات کو ہی حق اور سچ سمجھتا ہے اور اپنے علاوہ ہر ایک کی تغلیط کرنے پر ہی مصر ہے۔ جس کے نتیجے میں امت مسلمہ میں گہرے شگاف پڑ گئے ہیں، اگر اس صورت حال کو جوں کا توں رکھا گیا اور اصلاح کے لیے باقاعدہ تحقیق و ریسرچ کی

بنیاد پر جامع حکمت عملی نہ اپنائی گئی تو عالم اسلام کا یہ شگاف بھرنے کے بجائے مزید گہرا ہوتا چلا جائے گا۔اور عالم اسلام میں اتحاد واتفاق اورترقی واستحکام کا خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔

۲۔ خارجی اسباب

خارجی اسباب سے مراد مسلم امہ میں اتحاد واتفاق کے آگے وہ رکاوٹیں ہیں جو غیر اسلامی ملکوں اور قوموں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے پیدا کی جاتی ہیں جن کی وجہ سے مسلم امہ سخت اضطراب کا شکار ہے۔ان سے نمٹنا اوران سازشوں کو ناکام بنانا مسلم امہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔تاہم ان سازشوں سے نمٹنے سے قبل دشمنوں کے وار اور حربوں سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔

الف: اسلام دشمن طاقتوں کی سازشیں

امت مسلمہ میں اتحاد کے فقدان کے خارجی اسباب کا جائزہ لیا جائے تو اس کی پہلی اور اہم ترین وجہ ان اسلام دشمن طاقتوں کی سازشیں نظر آتی ہیں جو اسلامک فوبیا کا شکار ہیں وہ اسلام اور مسلمین کو کسی قیمت پر پھلتا پھولتا نہیں دیکھنا چاہتیں۔اور ہر طرح سے ان کا راستہ روک کر طاغوتی طاقتوں کی بالا دستی قائم کرنا چاہتی ہیں۔اسلام ہر دور میں اپنی حریف طاقتوں سے نبرد آزما رہا ہے،لیکن اپنی پاکیزہ تعلیمات اورعقلی استدلال کی وجہ سے علمی اورفکری میدان میں ہرحریف طاقت پر فائق رہا،اس کی تعلیمات پھیلتی چلی گئیں اور دشمن طاقتوں کوشکست کا سامنا کرنا پڑا۔یہ طاقتیں علمی ،فکری اور استدلالی میدان سے پسپا تو ہوگئیں لیکن ذہنی طور پر ہار ماننے کو تیارنہیں تھیں اس لیے انہوں نے مختلف سازشیں شروع کیں اورمختلف محاذ کھولے گئے۔جن میں سیاسی ،سماجی ،معاشی و معاشرتی ،دفاعی ،علمی اورفکری محاذ شامل ہیں۔ان تمام محاذوں سے عالم اسلام پر یلغار کی گئی اوراس موقع پر ماقبل میں مذکور عالم اسلام کی داخلی کمزوریوں اورعدم اتفاق واتحاد سے دشمن طاقتوں نے خوب فائدہ اٹھایا۔اور مزید عدم استحکام کے علاوہ بے اتفاقی کو خوب فروغ دیا۔

ب: عالمی میڈیا کا کردار

میڈیا کے بارے میں یہ تصورمشہور ہے کہ یہ ذہن ساز ادارہ ہے،میڈیا کے ذریعے آج دنیا میں اچھے کو برا اور برے کو اچھا بنانا کوئی مشکل کام نہیں رہا۔اس وقت عالمی میڈیا اسلام دشمن سامراجی طاقتوں کے ہاتھ میں ہے جو دنیا میں اسلام کو اپنا حریف تصور کر کے اس کے خلاف مائنڈ سیٹ تیار کرنے میں مصروف ہیں۔اور مسلم دنیا کے ہرفکر وعمل کو منفی انداز سے لینے اور منفی انداز سے ہی پیش کرنے پر مصر ہیں ۔ بلکہ یہ میڈیا مغرب کی دہریت پر مبنی لا مذہبی تہذیب وتمدن کا عالم اسلام میں ترویج دینے کی بھرپور کوششوں میں مصروف ہے۔بدقسمتی سے عالم اسلام میں اس کی مناسب روک تھام نہ ہونے کے باعث مسلم امہ کنفیوژن کا شکار ہے، اور مسلم امہ کے افراد اپنی شاندار تہذیب پر فخر کرنے کے بجائے شرمندگی محسوس کررہے ہیں۔

ج: مغربی سوچ وفلسفہ حیات کا اثر ونفوذ

مغرب کا فلسفہ حیات اس وقت دین بیزاری اور مادہ پرستی پر مبنی ہے وہ آسمانی وحی کا قائل نہیں اور نہ وحی کو علم کا سرچشمہ ماننے کو تیار ہے۔ا۔مغرب اپنے اس فلسفہ حیات کو انسانی ترقی کی آخری معراج تصور کرتا ہے اور کہتا ہے کہ انسان مختلف مراحل سے

گزر کر ترقی کے آخری مرحلے کو پہنچا ہے اس کے بعد کوئی اور مرحلہ نہیں، لہذا پوری دنیا کو اس فلسفے پر ایمان لانا چاہیے اور اس کو اپنے معاشرے کا معیار قرار دینا چاہیے۔ مغرب نے جب سے اس تصور کو قائم کیا ہے اس کی عملی تنفیذ کے لیے اپنے تمام وسائل بروئے کار لائے ہیں۔ اس لئے جہاں جنگ کرنی پڑی جنگ سے دریغ نہیں کیا جہاں ڈپلومیسی سے کام چلا وہاں اس سے کام لیا، جہاں سیاسی انداز سے کام چلا وہاں وہ چلایا اور میڈیا کو تو اسی مقصد کے لیے ہی وقف کیا اور جہاں وسائل سے کام نہ چلا وہاں سازشی حربہ استعمال کیا۔ اس کا اثر مسلم دنیا پر شدید طور پر پڑا اور مسلم دنیا نے ان اثرات کو کافی حد تک قبول کیا مغربی فکر وعمل کے اثر ونفوذ کی وجہ سے مسلم دنیا کے نظام تعلیم نے اپنی نئی نسل کو اپنے ماضی سے کاٹ دیا اور مغربی فکر وعمل کو ہی آئیڈیل کے طور پر پیش کیا، جو یقینی طور پر مسلم امہ کے لیے نقصان دہ ثابت ہوا۔

اتحادِ امت کے لیے چند تجاویز:

اتحادِ امت کے لیے تجاویز دیتے ہوئے دو باتوں کی وضاحت کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ مضمون پاکستان کے تناظر میں لکھا ہے اس لیے مضمون کا اسلوب اگر چہ عمومی رکھا گیا ہے لیکن تجاویز پاکستان کے تناظر میں دی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں ہم آہنگی کے سامنے اہم ترین رکاوٹ مذہبی و مسلکی اختلافات وتنازعات اور لسانی تعصّبات ہیں۔ چوں کہ پاکستان میں یہ مسئلہ نہایت حساس نوعیت اختیار کر چکا ہے۔ ذیل کی تجاویز اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔

ا۔ جس فریق کے قول یا عمل پر اعتراض ہو اس کی وضاحت کا حق بھی اسی کو دیا جائے۔

بین المسالک ہم آہنگی کے لیے یہ ایک اہم اصول کے طور پر لیا جاسکتا ہے کہ جس فریق پر اعتراض ہو، چاہے اس کے قول پر یا عمل پر یا کسی عبارت پر، اس کی وضاحت بھی اسی فریق سے طلب کی جائے اور اس کی وضاحت کو قبول بھی کیا جائے۔ اس اصول پر تمام فریق متفق ہوں تو بین المسالک اختلافات کے ۸۵ فیصد مسائل حل ہو جائیں گے۔ کیونکہ بین المسالک جھگڑوں کی ایک بنیاد یہ بھی ہے کہ مدعی علیہ فریق کو صفائی کا حق نہیں دیا جاتا اور اگر وہ وضاحت یا صفائی پیش کرے تو اس کی بات قبول نہیں کی جاتی حالانکہ یہ انصاف اور دین کا تقاضا ہے کہ مدعی علیہ فریق کو اپنی صفائی کا موقع ملنا چاہیے اور اس کی صفائی یا وضاحت کو قبول بھی کیا جانا چاہیے۔

۲۔ تمام فریق ایک دوسرے کے خلاف گالم گلوچ یا ثقیل زبان استعمال کرنے سے احتراز کریں۔

گالم گلوچ مذہبی، معاشرتی اور اخلاقی وتمدنی غرض ہر لحاظ سے کسی بھی طرح جائز امر نہیں، چاہے زندہ کے لئے ہو یا مردہ کے لئے۔ خصوصا کسی مذہب یا مسلک کے بڑے کو جس کے ساتھ ایک خلقت کو عقیدت حاصل ہو، گالی دینا مزید سنگین جرم بن جاتا ہے کیونکہ اس سے صرف ایک شخصیت ہی نہیں بلکہ اس کے تمام عقیدت مندوں کو دلی اذیت پہنچتی ہے قرآن کریم نے تو کافروں کے بتوں تک کو گالی دینے سے منع کیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

"ولاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبو ا اللہ عد وا بغیر علم"[۱۷]

ترجمہ: "اور انہیں گالی نہ دو جنہیں یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، پس وہ زیادتی کرتے ہوئے کچھ جانے بغیر اللہ کو گالی دیں گے"۔

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی روایت میں آپ ﷺ نے گالی دینے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے ''ان **من اکبر الکبائر ان یلعن الرجل والدیہ ،قیل یا رسول اللہ و کیف یلعن الرجل والدیہ ؟ قال یسب الرجل اباالرجل،فیسب اباہ ویسب امہ''**[۱۸]

ترجمہ ''بے شک بڑے گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے، آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ! آدمی اپنے والدین کو گالی کیسے دے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''کوئی شخص دوسرے شخص کے باپ کو برا کہے تو جواب میں وہ اس کے باپ کو برا کہے گا، اسی طرح اس کی ماں کو برا کہے گا''۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مردوں کو گالی دینے سے خاص طور منع فرمایا ہے۔قرآن وحدیثی روایات کے ان مضامین کو سامنے رکھتے ہوئے یہ اصول لازم کرنا چاہیے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام، اہل بیت عظام ،صحابہ کرام ،سلف صالحین اور کسی مسلک کے بڑے اور مقتدا کو گالی دینے ،طنز کرنے یا کسی طرح ثقیل زبان استعمال کرنے سے مکمل اجتناب کیا جائے، اس اصول سے بین المسالک ہم آہنگی پیدا کرنے میں بڑی مدد ملے گی اور باہمی اتحاد واخوت کو فروغ ملے گا۔

۳۔ تمام مکاتب فکر اور مسالک مشترکہ نکات کو اجاگر کریں۔

مختلف مکاتب فکر اور مسالک کے درمیان مشترکہ نکات ان میں ذہنی ہم آہنگی کا ذریعہ اور اتفاق واتحاد کا سبب ہوتے ہیں۔مسلمانوں کے مسالک کے درمیان اختلافی نکات بہت کم اور مشترکہ نکات بہت زیادہ ہیں، ہمیں اتفاق کے ساتھ ان مشترکہ نکات کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینا چاہیے جس سے باہمی اتحاد اور ہم آہنگی کو فروغ ملے گا۔قرآن کریم نے تو اہل کتاب کو بھی مشترکہ نکات پر اتحاد کی دعوت دی ہے چنانچہ فرمایا ''**قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لانعبد الااللہ ولانشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ**''[۱۹]

ترجمہ ''کہہ دیجئے (اے پیغمبر) کہ اے اہل کتاب ! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو رب نہ بنائے''۔

مختلف مذاہب کے درمیان بعض چیزیں اور اقدار مشترک ہیں جن پر اتفاق ممکن ہے، خصوصا اس گلوبلائزیشن کے دور میں تو اس کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ جہاں مسلمین دنیا میں ہر جگہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ سکونت پذیر ہیں۔ لیکن اسلامی مسالک میں تو سوائے چند چیزوں کے اکثر چیزوں میں اشتراک پایا جاتا ہے۔تو کیوں نہ ان مشترکات کو فروغ دیا جائے جس سے مسالک کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ ملے اور معاشرہ سماجی اخوت کا منظر پیش کرنے لگے۔مسالک میں اختلافات اگر ہیں بھی تو بہت ہی کم ہیں جن میں سے بعض نہایت سطحی اور بعض تو محض نزاع لفظی ہیں۔ایسے میں تمام فریقوں کے اتفاق سے مشترکات کو خوب فروغ دیا جانا چاہیے۔

۴۔ تمام فریق نیکی وتقوی کے کاموں کو فروغ دیں۔

ہر مسلک کے لوگ نیکی وتقوی کا کام بھی کرتے ہیں تو قرآنی آیت: (تعاونوا علی البر والتقوی) تم نیکی اورتقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو' کے بمصداق نیکی کے کام میں تعاون کے سامنے محض مسلکی تعصب کو رکاوٹ نہ بننے دیا جائے یعنی یوں سوچا جائے کہ ٹھیک ہے کام تو نیکی اور تقوی کا ہے ہمیں اس میں تعاون بھی کرنا چاہیے لیکن چونکہ کام مخالف مسلک کا ہے لہذا ہم تعاون سے قاصر ہیں۔اور دوسری طرف نیکی کا کام سرانجام دینے والا آدمی یا ادارہ دوسرے کو مخالف مسلک کا آدمی سمجھ کر اپنے کام میں اشتراک وتعاون کی پیش کش ہی نہ کرے۔ایسا کرنے سے مسالک کے درمیان دوریاں بڑھتی جارہی ہیں تمام فریقوں کو باہم مل کر یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ ایک دوسرے کو اپنے پروگرامات میں مدعو کریں گے اور جس کو مدعو کیا جائے وہ لازمی اس پروگرام میں شرکت کی کوشش کرے۔اس سے باہمی تعاون کے جذبے کو فروغ ملے گا اور بین المسالک ہم آہنگی کو تقویت ملے گی۔

۵۔جیو اور جینے دو کا فلسفہ اپنایا جائے:

اس سلسلے میں ہر ایک کو اپنے اپنے نقطہءنظر وتحقیقات کے مطابق جو قرآن مجید کی روشنی میں ہو اس پر عمل کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیے اس پر دوسرے کو کفر کا فتوای لگانے یا توہین رسالت کا الزام لگانے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔جس کا جو نظریہ ہے وہ اس پر عمل کرے دوسرے کے نظریات اس کے لئے چھوڑ دے،اپنی بات کو دلیل کی بنیاد پر مہذب انداز سے پیش کرے۔اس میں بھی نفرت اور تعصب کی آمیزش نہ ہونے دے۔

۶۔ مشترکہ مجلس علمی قائم کی جائے۔

مختلف مسالک میں ہم آہنگی کے اصل ذمہ دار اہل فکر ودانش ہوتے ہیں،۔تجویز ہے کہ پاکستان میں دانشوروں کا ایک بورڈ یا مجلس علمی تشکیل دی جائے جو اتحاد امت کے لیے درد رکھنے والے افراد پر مشتمل ہو۔ نیز اس بورڈ کو سرکاری سطح پر قانونی سرپرستی بھی حاصل ہونی چاہیے۔اس بورڈ کو چاہیے کہ مذہبی ہم آہنگی میں کردار ادا کرے اختلافات کو علمی ماحول میں زیر بحث لائے اور مسائل میں اختلافات کی نوعیت کا تعین کر کے ہم آہنگی کی صورت نکالے۔نیز یہی مشترکہ مجلس علمی بورڈ ان تمام تجاویز کا جائزہ لے جو اس سلسلے میں آتی رہی ہیں۔

۷۔ہر مسلک میں اندرونی ہوم ورک کرایا جائے:

بین المسالک پروگرام کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ ہر مسلک کے اندر ہوم ورک ہو۔اس کی صورت یہ ہے کہ ہر مسلک کے علماء کا اجلاس ہو اور مسلک کے تمام علماء کو ذہنی طور پر تیار کیا جائے اور یہ علماء اپنے عوام میں شعور پیدا کریں کہ مسالک میں جو لڑائی جھگڑے ہیں وہ امت اور ملک وملت کے مفاد میں نہیں ہیں،ایک لمبے عرصے تک جو نفرت کی فضا قائم رہی ہے اسے ہم آہنگی میں تبدیل کرنے کے لئے ماحول بنایا جائے۔

۸۔ بین المسالک ہم آہنگی کے لئے قانون سازی کی جائے۔

یہ بھی انتہائی ضروری امر ہے کہ اس اہم معاملے کے لئے پارلیمنٹ سے باقاعدہ قانون سازی کی جائے اور اس پورے

پروگرام کو قانونی پشت پناہی بھی حاصل ہو، نیز اس قانون کی تشکیل میں تمام مسالک کے علماء کو آن بورڈ لیا جائے اور اس قانون میں معاملے کے تمام پہلوؤں کا پورا پورا جائزہ لیا جائے۔ پھر ان پر سختی سے عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے اس کی تازہ مثال ہمارے سامنے نیشنل ایکشن پلان قانون کی ہے جسے پاس کر کے نافذ کرنے سے ملک میں امن واستحکام قائم کرنے میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

۹۔ بین المسالک ہم آہنگی کے لئے میڈیا سے بھرپور کام لیا جائے:

عصر حاضر میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کا رول نظر انداز نہیں کیا جاسکتا بلکہ میڈیا کو ان معاملات میں اتنی اہمیت حاصل ہے کہ اس کو کسی فکر کی تشکیل وترویج میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔لہٰذا اتحاد امت اور بین المسالک ہم آہنگی میں اس سے بھرپور کام لیا جائے اور معاشرے کی فکری تربیت میں اسے کلیدی کردار دیا جائے۔ تاکہ معاشرے میں پچھلی صدیوں کی بدگمانی کو دھو کر اس کی جگہ حسن ظن، محبت، امن وآشتی اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیا جاسکے۔

۱۰۔ اہل علم ودانش جامع حکمت عمل اپنائیں:

بین المسالک تنازعات کی ایک اہم وجہ علم کا یک طرفہ اور تقلیدی مطالعہ کی روش اپنانا، آزاد اور ہمہ جہت مطالعے سے گریز ہے جس کی وجہ سے اہل علم ودانش کو بھی بسا اوقات مسالک اور ان کے نکتہائے نظر کے بارے میں جامع اپروچ اپنانے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔صرف اپنے مسلک کے علماء ہی کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے، دوسرے مسلک کے علماء کی کتابوں سے عموماً اجتناب برتا جاتا ہے، حالانکہ اہل علم ودانش کو اس سے ماوراء ہو کر مطالعہ کی روش اپنانی چاہیے، تاکہ ہر مسلک کے بارے درست نتیجے پر پہنچا جاسکے۔ بلکہ بین المسالک ہم آہنگی کے فروغ کے لیے لازم ہے کہ اس موضوع پر صرف اسی عالم کو گفتگو کی اجازت ہو جو جامع مطالعہ کا حامل ہو ورنہ خود اہل مسلک کی طرف سے اس کا احتساب ہونا چاہیے اور ایسے علماء کی گفتگو کا عوام اور اہل علم کی طرف سے بائیکاٹ کیا جانا چاہیے جو ہمہ جہت مطالعہ اور معتدل اپروچ اپنانے سے گریزاں ہوں۔

۱۱۔ تمام مسالک کی آخری ڈگری ایک ہی بورڈ سے جاری ہو:

تجاویز کے سلسلے کا یہ انتہائی اہم نکتہ ہے کہ ہر مسلک کے فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء کو اسی مسلک کے وفاق کی طرف سے سند جاری کی جاتی ہے، ہر وفاق کی سند الگ ہونے کی وجہ سے بھی ذہنی ہم آہنگی پیدا کرنے میں مشکل پیش آتی ہے۔تمام مسالک کے فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء کو آخری سند پاکستان کی کسی معیاری یونیورسٹی کی طرف سے جاری کی جائے اس سے جہاں یہ فائدہ ہوگا کہ مسلکی ہم آہنگی کو فروغ ملے گا وہاں اضافی فائدہ یہ بھی ہوگا کہ مدارس کے طلباء کی سند کی قانونی حیثیت مستحکم ہو جائے گی، ان کے لیے معاشی مواقع پیدا ہونگے، نیز ان کے معاشرتی کردار کی وجہ سے انتہا پسندی میں کافی حد تک کمی آئے گی۔

۱۲۔ مسلکی تعصب اور نفرت پھیلانے والوں کو قانون کی گرفت میں لایا جائے۔

مسلکی تعصب پھیلانے اور سماجی نفرت کا سبب بننے والے تمام لٹریچر پر مکمل قانونی پابندی عائد کی جائے، اس نوعیت کے تمام لٹریچر (کتابیں، رسائل وجرائد، مضامین، کالمز اور آڈیو وڈیو تقاریر وغیرہ) کو ضبط کیا جائے۔ان کی مزید اشاعت پر پابندی لگائی جائے، اس کے علاوہ سوشل میڈیا پر شیئر ہونے والے اس نوعیت کے مواد کو سختی سے مانیٹر کیا جائے، ذمہ داران سے سائبر قانون

کے ذریعے نمٹا جائے۔ بلکہ اس طرح کے نفرت انگیز مواد کی اشاعت کو قابل تعزیز جرم قرار دے کر اس کے مرتکب عناصر کو قرار واقعی سزا دی جائے تا کہ سب کے لئے مقام عبرت بن جائے۔

۱۳۔ مسجد یا تھانہ سطح پر مسلکی ہم آہنگی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں۔

مسلکی ہم آہنگی کے فروغ کے لئے نچلی سطح یا روٹ لیول پر کام کرنا ضروری ہوگا ورنہ اوپر سطح پر کام ابھی بھی بہت ہو رہا ہے، جس کا فائدہ براہ راست عوامی سطح پر نظر نہیں آ رہا ہے۔ اصل کام نچلی سطح سے شروع کرنے کا ہے جہاں نفرت وتعصب کے جنگل آباد ہیں اور اس میں مزید اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ لہذا اگر اس روٹ لیول پر کام شروع کرنا ہوگا اس کے لیے ہمارے خیال میں موزوں یہ ہے کہ ہر مسجد یا تھانہ سطح پر الگ کمیٹی بنائی جائے جس کی ذمہ داری یہ ہو کہ اپنے ساتھ ملحقہ علاقے میں ہفتہ وار یا ماہانہ بنیادوں پر پروگرام کرائے، جس میں اہل دانش کو پروگرامز میں مدعو کیا جائے، وہ معاشرتی اور بین المسالک ہم آہنگی کے موضوع پر تقاریر کریں ۔ سارے مسالک کے بااثر لوگ باہمی اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کریں اور عوام میں بھی اس کا شعور اجاگر کریں۔ نیز نفرت وتعصب پھیلانے والوں پر نظر بھی رکھیں۔

۱۴۔ ایک دوسرے سے متعلق بدگمانی سے گریز کیا جائے:

بدظنی و بدگمانی مسلکی تعصبات کے بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے، جب تک ایک دوسرے سے متعلق بدگمانی ختم نہ ہو اور حسن ظن کو فروغ نہ ملے مذکورہ بالا کوششوں میں سے کوئی کوشش نہ کی جا سکتی ہے اور نہ کامیاب ہو سکتی ہے۔ بدگمانی کی یہ کیفیت ہر مسلک کے بارے میں موجود ہے کہ اس مسلک میں شاید اتنی خرابیاں اور بداعتقادیاں اور گمراہی موجود نہیں ہوتی جتنی کہ دور بیٹھ کر اندازہ لگانے والے کو نظر آتی ہے، وہ ان کو اپنے گمان میں پکا کر مزید پختہ کرتا ہے اور مزید مرچ مصالحہ لگا کر کیٹرنگ کے بعد لوگوں کے سامنے پیش کر کے اپنے دل کی تشفی کا سامان کرتا ہے۔ اس بدگمانی کی ایک اہم وجہ تعصب ہے جو ان مسالک کے پیروکاروں کے درمیان حائل ہے جس کی وجہ سے مسالک کے پیروکار ایک دوسرے سے ملنے جلنے اور ایک دوسرے کے پاس بیٹھنے سے کتراتے ہیں۔ جب ملنا جلنا اور معاشرتی تعلق ختم ہو جائے تو ظاہر ہے کہ ایک دوسرے سے متعلق بدگمانیاں پھیلیں گی۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ بدگمانی کے سد باب اور ایک دوسرے کے بارے میں حسن ظن کے فروغ کے لیے کوششیں کی جائیں۔

۱۵۔ ملک میں شریعت کے نفاذ کے لئے مشترکہ کوششیں کی جائیں۔

پاکستان کی تاریخ میں یہ روایت رہی ہے کہ جب کسی مشترکہ ایجنڈے پر تمام مسالک کے علماء اکٹھے ہوئے وہ ایجنڈا کامیاب ہوا۔ اور جب بھی کسی مشترکہ ایجنڈے پر کام شروع ہوا تمام مسالک اپنے اختلافات بھلا کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے اور مسالک کے اختلافات پس منظر میں چلے گئے۔ اس کی مثالیں تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت اور تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ وغیرہ کے کامیاب نتائج سے دی جا سکتی ہیں۔ اور یہ حقیقت بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کہ جیسے ہی مشترکہ ایجنڈے کی تکمیل ہوئی تمام مسالک اپنے اپنے کیمپوں میں واپس چلے گئے، اور دوبارہ وہی مسلک پرستی شروع ہوگئی۔ پاکستان میں شریعت کا نفاذ تمام مسالک کا دیرینہ اور مشترکہ مطالبہ رہا ہے۔ پرانے تجربات کو سامنے رکھتے ہوئے تمام مسالک ایک مشترکہ بلاک بنائیں اور ملک میں شریعت کے نفاذ

کی مشترکہ تحریک چلائیں اس تحریک سے تکمیل پاکستان کا مقصد بھی حاصل ہوگا اور مسالک میں بھی ہم آہنگی پیدا ہوگی۔

۱۶۔ ملک بھر کے تمام خطباء کے لئے خطیب سرٹیفکیٹ کورس لازم قرار دیا جائے:

تجویز نمبر ۶ کے مطابق مشترکہ مجلس علمی یا علماء بورڈ قائم کیا جائے جس کے ممبران تمام مسالک کے مستند اور معتمد علیہ علماء ہوں۔ اس مجلس کے پلیٹ فارم سے ملک بھر کے خطیبوں کے لئے خطیب سرٹیفکیٹ کورس کروایا جائے۔ جس کا باقاعدہ نصاب ہو اور اس میں بین المسالک ہم آہنگی کا مضمون خاص طور پر پڑھایا جائے، نیز اسلام کے مجمع علیہ مسائل سمیت عالم اسلام کے اہم مسائل کو اجاگر کرنے کے لئے اسلام اور حاضر عالم اسلام کا باقاعدہ مطالعہ کرایا جائے۔ یہ کورس مساجد کے موجودہ خطباء کے لئے بھی لازمی ہو اور نئے خطیب کی تقرری کے لئے بھی ضروری ہو۔

۱۷۔ گزشتہ کاوشوں سے استفادہ کیا جائے:

مسلکی تنازعات کو مٹانے اور ہم آہنگی کے فروغ کے لیے گزشتہ ادوار میں کئی کوششیں کی جاتی رہی ہیں، وہ کتابوں یا دستاویزات کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں ان سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔ مثلاً المهند علی المفند، فیصلہ ہفت مسئلہ، علامہ کوثر نیازی مرحوم کے چار نکات، علامہ پرویز کا مقالہ ''قرآن مجید کے خلاف گہری سازش''۔ علامہ تابش قصوری کی تجویز ''اختلاف کیا کیوں کیسے؟ پروفیسر شکیل اوج کا مقالہ ''اتحاد امت کی راہ میں رکاوٹیں''، تمام مکاتب فکر کے اکتیس علماء کرام کی طرف سے طے کردہ متفقہ بائیس نکات، ملی یکجہتی کونسل کے ۱۷ نکات، تحریک ختم نبوت اور تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ، پاکستان کی مختلف یونیورسیٹیز میں اس موضوع پر منعقدہ سیمینارز کی رودادیں اور قراردادیں وغیرہ۔

خلاصہ کلام:

اتحاد امت محمود ہی نہیں بلکہ اسلام میں مطلوب بھی ہے۔ اس وقت اسی اتحاد کے فقدان کی وجہ سے امت مسلمہ گوناگوں مسائل سے دوچار ہے۔ خصوصاً پاکستان کو دیکھا جائے جو معاشی، معاشرتی وسماجی، طبقاتی اور مسلکی ہم آہنگی کے نہ ہونے کی وجہ سے شدید اضطراب کا سامنا کر رہا ہے۔ عہد حاضر میں عالم اسلام اور خصوصاً پاکستان میں تمام سطحوں پر خاص کر مذہبی ومسلکی ہم آہنگی کی سخت ضرورت ہے۔ اس معاشرتی ہم آہنگی کے فقدان کے کئی داخلی وخارجی اسباب ہیں جن کی نشاندہی اس مضمون میں کی گئی ہے اور ساتھ ہی اس کیفیت سے نکلنے کے لئے چند ضروری تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں۔ اللہ رب العلمین عالم اسلام کو اور خصوصاً پاکستان کو ہر قسم کے فتنہ وفساد سے محفوظ رکھے۔ یہاں کے لوگوں کو معاشرتی امن وامان اور ترقی واستحکام نصیب فرمائے

حوالہ جات

۱۔ القرآن ۲۲: ۷۸ ۲۔ القرآن ۳: ۱۰۳

۳۔ الترمذی، محمد بن عیسی، جامع ترمذی (بیروت، دارالغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء)۔ باب مناقب اہل البیت۔ حدیث ۳۷۸۸۔ ج ۶۔ ص ۳۱۳۳۔

۴۔ القرآن ۵: ۸ ۵۔ القرآن ۸: ۶۳ ۶۔ القرآن ۴۹: ۱۰

۷۔ مسلم ابن الحجاج، امام۔ صحیح مسلم۔ (بیروت، اراحیاء التراث العربی، تاریخ ندارد) باب تراحم المسلمین وتعاطفہم۔ حدیث ۶۶۔ ج ۴۔ ص ۱۹۹۹

۸۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (مصر، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ) باب تشبیک الاصابع فی المسجد۔ حدیث ۴۸۱۔ ج ۱۔ ص ۱۰۳۔

۹۔ القرآن ۸: ۴۶ ۱۰۔ القرآن ۳: ۱۰۵ ۱۱۔ القرآن ۶: ۱۶۰

۱۲۔ ابن اشعث، ابوداؤد سلیمان، سنن ابی داؤد (۔۔، دارالرسالہ العالمیہ۔ ۲۰۰۹ء) باب فی الخوارج۔ حدیث ۴۷۵۸۔ ج ۶۔ ص ۵۱۱۔

۱۳۔ القرآن ۴۹: ۱۰ ۱۴۔ القرآن ۳: ۱۰۳

۱۵۔ صحیح البخاری، باب تشبیک الاصابع فی المسجد۔ حدیث ۴۸۱۔ ج ۱۔ ص ۱۰۳۔

۱۶۔ صحیح مسلم۔ باب تراحم المسلمین وتعاطفہم۔ حدیث ۶۶۔ ج ۴۔ ص ۱۹۹۹

۱۷۔ القرآن ۶: ۱۰۹

۱۸۔ صحیح البخاری، باب لایسب الرجل والدیہ۔ حدیث ۵۹۷۳۔ ج ۸۔ ص ۳

۱۹۔ القرآن ۳: ۶۴